NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

محمد ایٹ مدینہ میں ولیم منٹگمری واٹ کے منہج کا ناقدانہ جائزہ

Critical Analysis of William Montgomery Watt's Approach in Muhammad at Madina

Iqra Mehmood
Visiting Lecturer Islamic Studies, Department of Mechanical Engineering, Telecommunication, Cyber Security and Criminology, Baudin Zakaria University, Multan
Iqramehmood7600@gmail.com

Abstract

This research article critically examines William Montgomery Watt's approach in his seminal work Muhammad at Madina, with a focus on his historiographical methodology, theological assumptions, and interpretative strategies. Watt's portrayal of the Prophet Muhammad's (PBUH) leadership in Medina, including his political, social, and religious reforms, reflects a nuanced understanding of early Islamic history. However, his work has also been critiqued for its reliance on orientalist frameworks and Western academic biases. This study evaluates Watt's use of primary sources, particularly early Islamic texts, and analyzes the implications of his interpretations for understanding the socio-political dynamics of Medina. By engaging with contemporary scholarship and comparing Watt's conclusions with Islamic perspectives, the article aims to assess the strengths and limitations of his approach, offering a balanced critique that situates his contributions within the broader discourse of Islamic studies. Ultimately, this analysis underscores the importance of contextual and methodological rigor in the study of prophetic biography.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
10-12- 2024
Revised:
11-12- 2024
Accepted:
12-12- 2024
Online:
13-12- 2024

Keywords: William Montgomery Watt, Muhammad at Madina, Prophetic Biography, Orientalism, Leadership of Prophet Muhammad (PBUH), Socio-political Reforms.

CC BY

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

1. موضوع کا تعارف

آج تک جتنی کتابیں حضرت محمد ﷺ نام کی سیرت پر لکھی گئی ہیں، اتنی غالباً دنیا کے کسی بھی دوسرے انسان کی سیرت پر نہیں لکھی گئیں ہیں۔ ان سیرت نگاروں میں سے بلاشبہ اکثریت ان عقیدت مندوں کی ہے جو آپ کے دامن رسالت سے وابستہ ہیں لیکن ایک بڑی تعداد ان اہل قلم کی بھی ہے جو آپ کی رسالت اور تاریخ اسلام سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں، مثلاً وہ یہودی اور عیسائی مصنفین، جو مستشرقین کے نام سے موسوم ہیں۔مستشرقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ملت اسلامیہ کے لسانی، سماجی، معاشی، سیاسی، دینی، مذہبی، سائنسی اور دیگر علوم و فنون اور جملہ نظام ہائے حیات کا مطالعہ سے ان کا مقصد علوم اسلامیہ کو مسخ کرنا، اسلامی تعلیمات میں شکوک و شبہات پیدا کرنا، اسلام کی تشکیل جدید اور قرآن و حدث وفقہ کی نئی ترتیب و تہذیب کے نعرے لگانا اور امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنا ہو۔مستشرقین نے تقریبا ایک ہزار سال کی مدت میں سیرت اور تاریخ اسلام پر بے شمار کتابیں لکھیں ہیں اور اب بھی پورے انہاک کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ اسلام کا جو شعار مستشرقین کے حملوں کا خصوصی نشانہ بنا وہ آپ کی سیرت طیبہ تھی اور اس ضمن جن مستشرقین نے حضور ﷺ کی سیرت پر کام کیا ان میں ایک بڑا نام منگری واٹ کا ہے۔

2. ولیم منٹگمری واٹ کے مختصر احوال وواقعات

ولیم منٹگمری واٹ مغرب میں اسلام کے اہم ترین غیر مسلم سیرت نگاروں میں سے ایک تھے۔منٹگمری واٹ عربی ادب پر مکمل عبور رکھتے تھے اور وہ ایسے شخص کے طور پر جانے جاتے تھے جس کو اسلامی تعلیمات کا بہت زیادہ علم ہو اور وہ اسلامی تعلیمات سے آشنا ہو۔ پروفیسر ولیم مونٹگمری واٹ 14 مارچ 1909 کو سیریس، فائف، سکاٹ لینڈ، برطانیہ میں پیدا ہوئے، ان کے والد ریورنڈ اینڈریو واٹ، 39 سال کے تھے اور ان کی والدہ، میری برنز، 38 سال کی تھیں۔ انہوں نے 15 مئی 1943 کو لندن، انگلینڈ، برطانیہ میں ڈاکٹر جین میکڈونلڈ ڈونلڈسن سے شادی کی۔

ولیم منٹگمری واٹ ایک مشنری عیسائی تھے اور اسلامی اسکالرز میں ایک افسانوی شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان مکالمے کو فروغ دینے کے لیے وقف کر دی۔ ان کے والد، جو ان کے 14 ماہ کی عمر میں وفات پا گئے تھے، ایک وزیر تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیم جارج واٹسن کالج، ایڈنبرا اور ایڈنبرا اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں میں حاصل کی، جہاں انہوں نے چھ سال میں تین ڈگریاں حاصل کیں: ایڈنبرا میں کلاسکس، اور آکسفورڈ میں لٹھم اور بی ایلٹ (کانٹ پر تھیسس کے لیے)۔ انہوں نے 1934 کی گرمیوں کا سمسٹر جرمنی کے شہر جینا میں فلسفہ پڑھنے میں گزارا۔[1]

ولیم نے 1937 میں اسلام کا مطالعہ کیا۔ ایڈنبرا میں ڈاکٹریٹ کے لیے پڑھائی کرتے ہوئے، گزارا کرنے کے لیے انہوں نے ایک مسلم کرائے دار، کے اے منان، ایک پاکستانی ویٹرنری طالب علم اور احمدیہ فرقہ کے رکن کو رکھا۔ ولیم نے بعد میں لکھا کہ "میں نے اسلام کے بارے میں کچھ سیکھنا شروع کیا، جس سے میں زیادہ تر لاعلم تھا۔لیکن غالب تاثر یہ تھا کہ میں نہ صرف اس فرد کے ساتھ بحث کر رہا تھا بلکہ ایک صدیوں پرانی فکری اور زندگی کے نظام کا سامنا کر رہا تھا۔"

اس دریافت نے انہیں یروشلم میں اینگلیکن بشپ، جارج فرانسس گراہم براؤن سے خط و کتابت کرنے پر مجبور کیا۔ براؤن ولیم کے لیے کسی حد تک والد جیسی شخصیت بن گئے، جنہوں نے ان کے ساتھ یروشلم میں اپنے چیپلین کے طور پر شامل ہونے پر اتفاق کیا، اور اسلام کے فکری نقطہ نظر پر کام کیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ انہیں اینگلیکن چرچ میں آرڈینیشن حاصل کرنا پڑی؛ انہیں ایک سال میں کڈسن تھیولوجیکل کالج سے تیزی سے گزارا گیا، اور 1939 میں ڈیکن مقرر کیا گیا۔ انہوں نے سینٹ میری، دی بولٹن، کینسنگٹن میں ایک چیپلی کے طور پر خدمات انجام دیں، اور اورینٹل اسٹڈیز اسکول میں عربی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ انہیں 1940 میں آرڈین کیا گیا، اور سینٹ میری کے بم دھماکے کے

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

باعث بند ہونے کے بعد، ایڈنبرا واپس آ گئے تاکہ اولڈ سینٹ پال میں اپنی تربیت مکمل کریں، اور اپنے ڈاکٹریٹ تھیسسز فری ول اینڈ پرڈیسٹنیشن ان ارلی اسلام پر کام شروع کریں۔ وہ بالآخر 1943 میں یروشلم پہنچے۔

1946 میں اسکاٹ لینڈ واپس آنے کے بعد، ولیم ایڈنبرا یونیورسٹی میں عربی کے لیکچرار بن گئے، جہاں وہ 1979 میں ریٹائرمنٹ تک رہے۔ انہیں 1964 میں عربی اور اسلامی مطالعات میں ذاتی چیئر دی گئی، اور اس دوران انہوں نے محمد ایٹ مکہ (1953)، محمد ایٹ مدینہ (1956) اور محمد پروفیٹ اینڈ سٹیٹسمین (1961) کی تخلیق کی، جو پچھلی دو کتابوں کا مقبول خلاصہ تھی۔[2]

ولیم اس نتیجے پر پہنچے کہ مسخ شدہ تصویر "یورپی شناخت کا ایک منفی پہلو تھی، یعنی، یہ اس بات کی تصویر تھی کہ یورپی کیا نہیں ہے۔ یہ پھر اس کی مثبت شناخت کے مقابلے میں ہے جو ایک عیسائی کے طور پر ہے۔تعصب کی مضبوطی کو میں اس حقیقت سے منسوب کروں گا کہ مسخ شدہ تصویر یورپی شناخت کے ابھرنے کا ایک لازمی پہلو تھی۔

اگرچہ وہ ایک عیسائی رہے، اور کئی سالوں تک اسکاٹش ایپسکوپل چرچ کے پادری کے طور پر کام کیا، لیکن ایک وقت تھا جب چارلس ڈی فاوکلڈ، فرانسیسی پادری جو الجزائری مسلم قبائل کے درمیان رہتے تھے اور 1916 میں ان کے قتل تک، کے اثر و رسوخ کے تحت، ولیم نے اپنے پیشے کو "اسلام کی فکری دنیا میں ایک ارادی اور دانستہ موجودگی" کے طور پر سمجھا۔ اس موجودگی کے تصور کو نافذ کرنے کے لیے، وہ اکثر اپنے روزانہ مراقبہ کے لیے قرآن کی ایک آیت یا اسلامی صوفیانہ کام کو بنیاد بناتے۔ انہوں نے اپنی عیسائی عقیدے کے ساتھ بھی اسی طرح کی تحقیقی تعظیم کا مظاہرہ کیا۔جین، جن سے انہوں نے 1943 میں شادی کی، کے کیتھولک بننے کے فیصلے کا احترام کیا۔ ولیم اور جین نے اپنا پہلا گھر، دی نیوک، برڈجینڈ، ڈالکیتھ میں 1947 میں خریدا، اور یہ خاندان کے لیے ایک لنگر کی طرح ہے۔ 1956 میں انہوں نے ایک اور گھر خریدا، کریل، فائف میں، جہاں، سمندر کے کنارے گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران، ولیم نے اپنے پانچ بچوں کے لیے ایک چھوٹا ساحل بنانے کے لیے سخت محنت کی۔[3]

اپنی اینگلیکنیت کے باوجود، ولیم نے پریسبیٹیرین روایت کے لیے زبردست احترام برقرار رکھا، اور انہوں نے 1960 میں آؤنا کمیونٹی میں شمولیت اختیار کی، کیونکہ انہیں اس کا بنیادی، تحقیقی عقیدہ دوستانہ لگا۔ درحقیقت، وہ آخر تک ایک محقق اور ایک الہیاتی مصالحت کرنے والے رہے۔ ان کی آخری کتاب، اے کرسچن فیتھ فار ٹوڈے، جو 2002 میں شائع ہوئی جب وہ 93 سال کے تھے، اس قسم کی فراخ دل عیسائیت کا نچوڑ تھی جس کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔[4] وہ 24 اکتوبر 2006 کو ایڈنبرا، سکاٹ لینڈ، برطانیہ میں 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے اور انہیں سینٹ اینڈریوز، فائف، سکاٹ لینڈ، برطانیہ میں دفن کیا گیا۔[5]

3. محمد ایٹ مدینہ کا منہج

منٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt) کی کتاب "Muhammad at Medina" سیرت النبی ﷺ پر مبنی ایک اہم تحقیقی کتاب ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ کی مدنی زندگی پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے۔ یہ کتاب پیغمبر اسلام ﷺ کے مدینہ میں قیام، ان کی سیاسی، سماجی، اور مذہبی سرگرمیوں کا جامع تجزیہ پیش کرتی ہے۔واٹ کی یہ کتاب ان کی دو جلدوں پر مشتمل تحقیق کا دوسرا حصہ ہے۔ پہلی جلد "Muhammad at Mecca" میں مکی زندگی کا احاطہ کیا گیا تھا جبکہ "Muhammad at Medina" میں پیغمبر ﷺ کی مدینہ کی ریاست کی تشکیل، غزوات، معاہدات، اور اس دور کے اہم واقعات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

کتاب محمد ایٹ مدینہ کو 1956ء میں 418 صفحات پر آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا۔[6] واٹ نے اس کتاب میں اسلامی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

تاریخ کے ابتدائی مصادر کا تنقیدی جائزہ لیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کردار، ان کی قائدانہ صلاحیتوں اور ریاستی پالیسیوں کا غیر جانبدارانہ انداز میں تجزیہ کیا۔ اس کتاب میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تعلقات، جنگ بدر، جنگ احد، اور غزوہ خندق جیسے واقعات پر بھی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا بنیادی مقصد مغربی قارئین کو پیغمبر اسلام ﷺ کی مدنی زندگی کے سیاسی اور معاشرتی پہلوؤں کو سمجھانا اور انہیں ایک تاریخی فریم ورک میں پیش کرنا ہے۔ یہ نہ صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی مدنی زندگی کا جائزہ لیتی ہے بلکہ اس دور کے مختلف سیاسی اور سماجی عوامل کو بھی واضح کرتی ہے جو مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام کا باعث بنے۔ واٹ نے اسلامی تاریخ کے بنیادی مصادر، جیسے ابن اسحاق، الواقدی اور طبری کو استعمال کرتے ہوئے ان واقعات کی تفصیلی تشریح کی ہے۔ کتاب کے اہم موضوعات میں شامل ہیں: ریاست مدینہ کی تشکیل، غزوات اور سرایا، یہودی قبائل کے ساتھ تعلقات، پیغمبر اسلام ﷺ کی سیاسی قیادت، معاشرتی اصلاحات وغیرہ۔

واٹ کی تحریر میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے کردار کو مغربی دنیا میں پائے جانے والے روایتی تعصّبات سے ہٹ کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی مدنی زندگی ایک مثالی حکمرانی اور اخلاقی قیادت کا مظہر تھی۔ کتاب میں مغربی محققین کے لیے پیغمبر ﷺ کی شخصیت اور ان کے کاموں کو سمجھنے کے لیے ایک جامع فریم ورک فراہم کیا گیا ہے۔ واٹ کی یہ تحقیق ان محققین کے لیے بھی مفید ہے جو اسلامی تاریخ اور پیغمبر اسلام کی زندگی کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

منٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt) کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" (Muhammad at Medina) پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے مدنی دور کے واقعات اور ان کے تاریخی پس منظر پر مبنی ہے۔ اس کتاب کے منہج کا ناقدانہ جائزہ لیتے وقت درج ذیل نکات پر غور کیا جا سکتا ہے:

3.1 تاریخی منہج

واٹ نے سیرت النبی ﷺ کے مدنی دور کو ایک تاریخی نقطہ نظر سے بیان کیا ہے۔ ان کا بنیادی منہج تاریخی واقعات کا تجزیہ ہے۔ واٹ کی تاریخی منہج بعض اوقات روایتی اسلامی مصادر سے ہٹ کر ہے، اور انہوں نے کچھ مقامات پر مغربی مؤرخین کی تشریحات کو زیادہ اہمیت دی ہے۔

واٹ نے غیر مسلم قارئین کو اسلام کی ابتدا اور پیغمبرِ اسلام کی مدینہ میں حکمتِ عملی کو بہتر طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ واٹ کہتا ہے:

کتاب کا منصوبہ مندرجات کے جدول سے واضح ہونا چاہیے۔ میں نے لکھنے کی کوشش کی ہے تا کہ وہ مورخ آسانی سے سمجھ سکے جسے عربی کا علم نہیں ہے، لیکن میں شاید اکثر اس مقصد سے محروم رہا ہوں۔ ایسے معاملات میں میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ غیر ماہر کو سمجھداری سے 'چھوڑنے' کا مشورہ دوں۔۔ اگرچہ بہت کم قارئین اس بات سے پوری طرح واقف ہوں گے جتنا کہ میں ان جگہوں سے واقف ہوں جہاں مزید مطالعہ ممکن ہے، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم اس لمحے کے لیے میں نے محمد کے بارے میں اپنی بات کہہ دی ہے۔[7]

ولیم منٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "Muhammad at Medina" میں تاریخی منہج کو استعمال کیا ہے، جس کی بنیاد پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی کے واقعات کا تجزیہ کیا ہے۔ واٹ نے نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی کے اہم واقعات جیسے میثاق مدینہ، غزوات، صلح حدیبیہ، اور دیگر تاریخی واقعات کا تجزیہ کیا۔ وہ ان واقعات کو سیاسی اور سماجی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں اور انہیں ایک تاریخی تسلسل کے تحت پیش کرتے ہیں۔ ان کا تجزیہ بنیادی طور پر واقعاتی (event-based) ہے، جہاں وہ ہر واقعہ کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔[8]

واٹ نے ابن ہشام، الواقدی، اور ابن سعد جیسے ابتدائی اسلامی ماخذات کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنایا ہے، لیکن ان کا تجزیہ ان ماخذات کی مکمل قبولیت کے بجائے تنقیدی ہے۔ وہ اسلامی روایات کو مغربی معیارات پر پرکھتے ہیں اور ان میں موجود مواد کو "حقیقی تاریخ" کے طور پر تسلیم

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

کرنے میں محتاط ہیں۔ واٹ کے مطابق، یہ روایات بعض اوقات جانبداری یا مبالغہ کا شکار ہو سکتی ہیں۔[9]

واٹ کا منہج مغربی تاریخی تنقید کے اصولوں پر مبنی ہے، جس میں مختلف ماخذات کے درمیان تقابل کر کے واقعات کی تصدیق۔ وہ اسلامی ماخذات میں بیان کردہ تفصیلات کو مغربی نقطہ نظر سے جانچتے ہیں اور انہیں زیادہ تر تاریخی متن کے بجائے سیاسی بیانات کے طور پر دیکھتے ہیں۔ واٹ کا دعویٰ ہے کہ وہ تاریخی حقائق کو معروضی (objective) انداز میں پیش کرتے ہیں، لیکن اسلامی نقطہ نظر سے ان کی تحقیق میں مغربی تعصّبات شامل ہیں۔[10]

واٹ نے نبی ﷺ کی مدنی زندگی کے واقعات کو ان کے سماجی، سیاسی، اور قبائلی سیاق و سباق میں پیش کیا ہے۔مثال کے طور پر، وہ میثاقِ مدینہ کو ایک سماجی معاہدہ قرار دیتے ہیں جو قبائلی تعلقات کو استوار کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا، بجائے اس کے کہ اسے اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ سمجھیں۔ وہ جنگوں اور معاہدات کو بھی سیاسی حکمت عملی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔[11]

واٹ کا تاریخی منہج استشراقی (Orientalist) زاویہ نظر سے متاثر ہے، جس میں وہ اسلامی تاریخ کو مغربی فکری روایات کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔ اسلامی روایات کی روحانی اہمیت کو کم کرتے ہیں اور انہیں زیادہ تر مادی (materialistic) اور سیاسی عوامل سے منسلک کرتے ہیں۔مثال کے طور پر، وہ نبی ﷺ کی قیادت کو محض ایک سماجی اور سیاسی کامیابی کے طور پر دیکھتے ہیں، جبکہ اسلامی نقطہ نظر میں یہ قیادت وحی اور الہامی رہنمائی پر مبنی تھی۔[12]

واٹ کے تاریخی منہج کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ زیادہ تر غیر مسلم قارئین کو مخاطب کرتے ہیں۔ ان کا مقصد نبی ﷺ کی مدنی زندگی کے واقعات کو مغربی قارئین کے لیے قابل فہم بنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ اسلامی ماخذات کو مغربی انداز میں پیش کرتے ہیں، جس کی وجہ سے کئی اہم روحانی اور مذہبی پہلو نظر انداز ہو جاتے ہیں۔[13] واٹ نے اسلامی روایات کے روحانی اور معجزاتی پہلوؤں کو نظر انداز کیا ہے۔تان کا استشراقی منہج مغربی تعصّبات سے متاثر ہے، جو اسلامی تاریخ کی جامعیت کو مکمل طور پر نہیں سمجھتا۔ واٹ نے تاریخی واقعات کی تفصیل تو دی ہے، لیکن ان کے مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں کو کم ہمیت دی۔[14]

واٹ کا تاریخی منہج مغربی علمی حلقوں میں سیرتِ نبوی ﷺ کو سمجھنے کی ایک اہم کاوش ہے۔ ان کی تحقیق نے اسلامی تاریخ کو غیر مسلم قارئین تک پہنچانے میں مدد دی، لیکن یہ اسلامی نقطہ نظر سے کئی اہم پہلوؤں کو نظر انداز کرتی ہے۔ اسلامی اسکالرز کے لیے یہ تحقیق ایک اہم موقع ہے کہ وہ واٹ کی خامیوں کو واضح کریں اور اسلامی تاریخ کے جامع اور معروضی مطالعے کے لیے اپنا نقطہ نظر پیش کریں۔

3.2 سیاسی اور سماجی پہلوؤں پر توجہ

واٹ کی کتاب کا ایک اہم حصہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں سیاسی قیادت اور معاشرتی اصلاحات پر مرکوز ہے۔ وہ مدینہ کے معاہدے (میثاقِ مدینہ) اور مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان تعلقات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

ایک خاص معنوں میں محمد کی سب سے بڑی اختراع کوئی بدعت نہیں تھی۔ یہ ایک نئی قسم کے گروہ، اسلامی برادری یا امت کا قیام تھا، جس کی بنیاد خون کے رشتے پر نہیں، بلکہ مشترکہ مذہبی بیعت پر تھی۔[15]

اسلامی نقطہ نظر سے، واٹ کے تجزیے میں اسلامی اصولوں کی روح اور ان کی سیاسی اہمیت کا مکمل ادراک نہیں کیا گیا۔مدینہ کی دس سالہ زندگی میں حضور ﷺ ستائیس بار گھر سے نکلے، عمرۃ القضا اور حج کو شامل کر کے یہ عدد انتیس بنتا ہے۔سو سے زائد بار صحابہ کو بھیجا۔ بعض سیرت نگار

ایک سو پچیس کا عدد بتاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سات سو چھیاسٹھ دن گھرسے باہر رہے۔[16] انہوں نے بعض مقامات پر نبی ﷺ کی قیادت کو ایک سیاسی رہنما کی حیثیت سے پیش کیا، جس میں مذہبی پہلوؤں کو جزوی طور پر نظرانداز کیا گیا ہے۔بظاہر بہت سے لوگ ان کی نبوت کو تسلیم کرنے میں مخلص تھے لیکن دوسروں نے صرف سیاسی پہلو کو دیکھا، منٹگمری واٹ کے مطابق آپ ﷺ کی سرگرمیوں کے بہت سے پہلو تھے اور اس کے علاوہ خارجی امور کے متعلق تاریخ کے چند اعدادوشمار ہیں۔[17]

ولیم منٹگمری واٹ کی کتاب "Muhammad at Medina" میں نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ واٹ نے ان پہلوؤں کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے اور انہیں اسلامی ریاست کے قیام کی بنیاد کے طور پر پیش کیا ہے واٹ نے میثاقِ مدینہ کو ایک سیاسی معاہدہ قرار دیا جو مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان امن و اتحاد کے قیام کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ان کے مطابق، نبی ﷺ نے اس معاہدے کے ذریعے مدینہ کو ایک متحدہ ریاست میں تبدیل کیا، جہاں تمام شہریوں کو مساوی حقوق حاصل تھے۔تاہم، واٹ اس معاہدے کے مذہبی اور روحانی پہلوؤں کو کم اہمیت دیتے ہیں۔میثاقِ مدینہ صرف ایک سیاسی معاہدہ نہیں تھا بلکہ یہ اسلامی اصولوں پر مبنی ایک منفرد دستاویز تھی، جس میں عدل، رواداری، اور حقوق و فرائض کے واضح اصول شامل تھے۔[18]

انہوں نے زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو معاشرتی ناہمواری کو ختم کرنے اور غربت کو کم کرنے کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا۔انہوں نے تسلیم کیا کہ نبی ﷺ کی قیادت میں مدینہ ایک ایسی ریاست بنی جس نے مساوات اور انصاف کے اصولوں کو عملی جامہ پہنایا۔اسلامی ریاست میں زکوٰۃ اور صدقات کا مقصد صرف غربت کا خاتمہ نہیں بلکہ روحانی ترقی اور معاشرتی اتحاد بھی تھا۔ واٹ نے ان اصولوں کو صرف مادی پہلوؤں تک محدود کر دیا۔[19]

ان کے مطابق، غزوہ بدر، غزوہ احد، اور غزوہ خندق جیسے معرکے نبی ﷺ کی سیاسی قیادت اور حکمت عملی کے مظاہر تھے۔انہوں نے ان جنگوں کو زیادہ تر دفاعی اور سیاسی تناظر میں دیکھا، اور ان کے مذہبی اور روحانی مقاصد کو کم اہمیت دی۔اسلامی تعلیمات کے مطابق، غزوات کا مقصد صرف سیاسی کامیابی نہیں بلکہ دینِ اسلام کا دفاع اور ظلم کے خلاف جہاد تھا۔غزوہ بدر کو مسلمانوں کے لیے ایک روحانی فتح قرار دیا گیا ہے، جو ایمان کی طاقت کی علامت تھی۔واٹ کے مطابق، نبی ﷺ نے یہودی قبائل کے ساتھ معاہدے کیے تاکہ مدینہ میں سیاسی استحکام قائم رہے۔تاہم، انہوں نے ان معاہدات کی مذہبی بنیادوں اور رواداری پر کم توجہ دی۔[20]

واٹ نے میثاقِ مدینہ کو بین المذاہب رواداری کی ایک اہم مثال کے طور پر تسلیم کیا۔اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات عدل، رحم دلی، اور برابری پر مبنی تھے۔ میثاقِ مدینہ نے ان اصولوں کو واضح طور پر بیان کیا، جو واٹ کی تحقیق میں مکمل طور پر ظاہر نہیں ہوتے۔اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، یہ اصلاحات محض سماجی یا سیاسی نہیں بلکہ الہامی تعلیمات پر مبنی تھیں، جن کا مقصد معاشرتی ڈھانچے کو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر استوار کرنا تھا۔[21]

نبی ﷺ کے خطوط مختلف حکمرانوں کو بھیجنے کو واٹ نے ایک سفارتی حکمت عملی کے طور پر پیش کیا۔انہوں نے صلح حدیبیہ کو ایک غیر معمولی سیاسی کامیابی قرار دیا جو مسلمانوں کے لیے طویل المدتی فائدے کا باعث بنی صلح حدیبیہ محض ایک سیاسی حکمت عملی نہیں تھی بلکہ یہ صبر، حکمت، اور اللہ کی نصرت پر یقین کا عملی مظاہرہ تھا۔ یہ معاہدہ اسلام کے عالمی پیغام کے فروغ کا ذریعہ بنا۔[22]واٹ نے ان پہلوؤں کو زیادہ تر مادی اور سیاسی مفادات سے جوڑ دیا ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات میں یہ اصول روحانی اور اخلاقی بنیادوں پر مبنی تھے۔انہوں نے نبی ﷺ کی قیادت کی جامعیت، جو سیاسی، سماجی، روحانی، اور اخلاقی پہلوؤں کو محیط تھی، کو محدود انداز میں پیش کیا۔[23]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" نبی ﷺ کی قیادت کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں پر ایک اہم مغربی تجزیہ پیش کرتی ہے۔ تاہم، یہ تجزیہ اسلامی نقطہ نظر میں موجود الہامی اور روحانی بنیادوں کو مکمل طور پر نظرانداز کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، نبی ﷺ کی قیادت ایک جامع نظام کا حصہ تھی، جو دنیاوی اور اخروی کامیابی کا ذریعہ تھا۔[24]

3.3 نبی ﷺ کی شخصیت کا تجزیہ

واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کو ایک انسان کے طور پر پیش کیا ہے، جو کہ ان کے نظریے میں ایک غیر معمولی رہنما اور مصلح تھے۔ محمد ﷺ کے کیریئر کا مدینہ دور ان کی مدینہ کے نخلستان میں واقع قبا میں 4 ستمبر 622 کو پہنچنے سے شروع ہوتا ہے۔ مکہ میں زندگی اس کے لیے ناقابل برداشت یا ناممکن ہوگئی تھی۔ اس کی مخالفت کی وجہ سے اس نے ابھارا تھا اور اس نے مدینہ کے سرکردہ لوگوں سے معاہدہ کر لیا تھا۔ اس معاہدے کی قطعی نوعیت پر بعد میں بات کی جائے گی۔ مذہبی لحاظ سے اس کا مطلب محمد کو نبی تسلیم کرنا تھا اور سیاسی طرف سے مدینہ میں مخالف گروہوں کے درمیان ثالث کے طور پر قبول کرنا۔ بظاہر بہت سے لوگ ان کی نبوت کو تسلیم کرنے میں مخلص تھے، لیکن دوسروں نے شاید صرف سیاسی پہلو کو دیکھا۔ اس معاہدے پر عمل کرتے ہوئے، محمد کے مکی پیروکاروں میں سے تقریباً ستر ان سے پہلے مدینہ چلے گئے، جہاں ان کے مدنی پیروکاروں نے انہیں رہائش فراہم کی۔ اس طرح مدینہ پہنچنے پر محمد کی ایک بڑی مذہبی پیروکار تھی اور کچھ سیاسی اہمیت کی حامل برادری میں ایک مقام تھا، اگرچہ اس کے اختیارات کی قطعی وضاحت نہیں کی گئی تھی۔ ان کے مکی اور مدینہ کے پیروکار بالترتیب ہجرت کرنے والے مہاجرین، کے نام سے مشہور ہوئے۔[25]

لیکن انہوں نے نبوت کے مفہوم کو اس طرح سے پیش نہیں کیا جس طرح مسلمان علماء اور عوام سمجھتے ہیں۔ نبوی شخصیت کا صرف ایک انسانی اور سیاسی پہلوؤں سے تجزیہ کرنے کی وجہ سے ان کی کتاب میں نبی ﷺ کی روحانی اور مذہبی حیثیت کا وہ اعتراف نظر نہیں آتا جو کہ اسلامی روایت میں ہے۔ بڑی اکائیوں کی ترقی میں قائد کی شخصیت نے بڑا کردار ادا کیا۔ اگر ہم اوس اور خزرج کے درمیان قیاس کی گئی دشمنی پر توجہ مرکوز نہیں کریں گے، بلکہ اہم لڑائیوں میں کمانڈ کرنے والے انفرادی رہنماؤں کے درمیان تعلقات پر توجہ مرکوز کریں گے تو ہجرت سے پہلے یا دو دہائیوں کی تاریخ کو سمجھنے کا زیادہ امکان ہے۔ ان رہنماؤں نے دیکھا ہوگا کہ موجودہ حالات عملی طور پر سب کے خلاف سب کی جنگ ناقابل برداشت تھی، اور یہ کہ ایک مضبوط آدمی کے لیے مدینہ کے ایک بڑے حصے پر، شاید پورے پر بھی کنٹرول حاصل کرنے کے مواقع موجود تھے۔[26]

ولیم منٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "Muhammad at Medina" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا تجزیہ کیا ہے۔ واٹ کی تحقیق میں نبی ﷺ کی شخصیت کو ایک سیاسی، سماجی، اور اخلاقی رہنما کے طور پر پیش کیا گیا ہے، لیکن انہوں نے نبی ﷺ کے روحانی، الہامی، اور نبوت کے پہلوؤں کو کم اہمیت دی ہے۔ ذیل میں واٹ کے تجزیے کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے، جس میں اسلامی نقطہ نظر سے ان کی کمزوریوں پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ واٹ کے مطابق، نبی ﷺ کی قیادت ایک سیاسی حکمت عملی پر مبنی تھی، جس میں آپ نے میثاقِ مدینہ کے ذریعے مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان ایک مشترکہ معاشرتی معاہدہ قائم کیا۔ آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور مدینہ کو ایک مضبوط سیاسی یونٹ میں تبدیل کیا۔ واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کو سیاسی طور پر طاقتور، مدبر، اور حقیقت پسند رہنما کے طور پر پیش کیا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، نبی ﷺ کی قیادت صرف سیاسی نہیں بلکہ روحانی بھی تھی۔ آپ کی قیادت کا مقصد انسانوں کو اللہ کی ہدایت کی طرف رہنمائی کرنا تھا۔[27]

واٹ نے نبی ﷺ کی روحانی حیثیت کو زیادہ تفصیل سے بیان نہیں کیا، اور نہ ہی آپ ﷺ کی نبوت کی الہامی حیثیت پر زیادہ زور دیا۔ وہ نبی ﷺ کو ایک انسان کے طور پر دیکھتے ہیں جو اپنے لوگوں کو ایک سیاسی اور سماجی نقطہ نظر سے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی عقائد میں

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

نبی ﷺ کی شخصیت کی سب سے اہم خصوصیت آپ کی نبوت ہے، جو کہ اللہ کی وحی پر مبنی تھی۔ نبی ﷺ کا ہر عمل اور فیصلہ اللہ کی ہدایت کے مطابق تھا، اور آپ ﷺ کی روحانیت کی اساس الہامی پیغامات پر تھی۔[28]

واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کو ایک انسان کے طور پر پیش کیا، جس میں عجز، سادگی، اور برائی کے مقابلے میں صبر کی خصوصیات شامل تھیں۔ نبی ﷺ کی سادگی اور عاجزی کا ذکر کرتے ہوئے، واٹ نے آپ کو ایک انسان کے طور پر پیش کیا جس میں تمام انسانوں کی طرح معمولی کمزوریاں تھیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، نبی ﷺ کی اخلاقی خصوصیات نہ صرف انسانوں کے لیے ایک نمونہ تھیں بلکہ وہ الہامی رہنمائی کا حصہ تھیں۔ آپ ﷺ کی سادگی، عدل، رحم، اور انصاف کو اسلامی اصولوں کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔[29]

واٹ نے نبی ﷺ کے معجزات کو اسلامی روایات کے طور پر بیان کیا اور ان کی حقیقت پر زیادہ بحث نہیں کی۔ انہوں نے نبی ﷺ کی نبوت کو زیادہ تر سیاسی اور سماجی فریم ورک کے طور پر سمجھا۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق، نبی ﷺ کی معجزات نہ صرف آپ کی نبوت کی صداقت کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ یہ اللہ کی قدرت کے مظاہر تھے۔ معجزات کی حقیقت اور آپ ﷺ کی روحانی حیثیت پر زور دیا گیا ہے۔[30] واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو یکجا کر کے پیش نہیں کیا۔ وہ آپ ﷺ کی قیادت کو ایک سیاسی رہنما کے طور پر پیش کرتے ہیں، لیکن نبی ﷺ کی شخصیت میں روحانیت، اخلاقی رہنمائی، اور معجزات کو کم اہمیت دی جاتی ہے۔[31] اسلامی روایات میں نبی ﷺ کی شخصیت جامع تھی اور وہ صرف سیاسی یا سماجی رہنما نہیں بلکہ وہ اللہ کے پیغمبر، انسانی رہنما، اور اخلاقی معیارات کے مثالی نمونہ تھے۔ ان تمام پہلوؤں کو اسلامی تعلیمات میں یکجا کیا گیا ہے۔[32]

واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کے روحانی اور الہامی پہلوؤں کو نظرانداز کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو صرف ایک انسان اور سیاستدان کے طور پر پیش کیا، جو اسلامی عقائد کی جامعیت کو نظرانداز کرتا ہے۔ واٹ کی تحقیق میں اسلامی عقائد اور آپ ﷺ کی نبوت کی الہامی حیثیت کو کم اہمیت دی گئی ہے۔[33]

واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" میں نبی ﷺ کی شخصیت کا تجزیہ ایک محدود اور جزوی نقطہ نظر پر مبنی ہے۔ واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کے سیاسی، سماجی، اور اخلاقی پہلوؤں پر تفصیل سے بات کی، لیکن آپ ﷺ کے روحانی اور الہامی پہلوؤں کو کم اہمیت دی۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، نبی ﷺ کی شخصیت جامع، الہامی، اور اخلاقی اصولوں پر مبنی تھی، جو انسانوں کی رہنمائی کے لیے ایک مکمل نمونہ ہے۔

4. مغربی تحقیقی منہج کا اطلاق

ولیم منٹگمری واٹ کی کتاب "Muhammad at Medina" میں مغربی تحقیقی منہج کا استعمال کیا گیا ہے، جس میں وہ اسلامی تاریخ کو مغربی معیارات اور فکری روایات کے تحت تجزیہ کرتے ہیں۔ اس منہج کی خصوصیات اور اس کے اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے، اسلامی نقطہ نظر سے اس کی حدود کو سمجھنا ضروری ہے۔ واٹ نے نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے مختلف مغربی تحقیقی طریقوں کو اپنایا ہے، جن میں تاریخ کی تنقیدی تحقیق، ماخذات کا موازنہ، اور جدید علمی طریقوں کا استعمال شامل ہیں۔

واٹ نے مغربی تحقیقی منہج کو اپنایا، جس میں مختلف تاریخی ذرائع کا موازنہ، تجزیہ، اور ان کی صحت کا تعین شامل ہے۔ واٹ کی تحقیق میں بعض اوقات اسلامی روایات اور مصادر کو زیادہ تنقیدی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، جس سے کچھ واقعات کی تشریح اسلامی عقائد سے مختلف نظر آتی ہے۔[34] واٹ نے مختلف اسلامی ماخذات جیسے ابن ہشام، الواقدی، اور ابن سعد کا استعمال کیا، لیکن ان ماخذات کو مغربی تحقیقی معیاروں پر پرکھا۔ ان کے مطابق، بعض روایات میں مبالغہ ہوسکتا تھا یا انہیں سیاسی یا مذہبی مفادات کے تحت ترتیب دیا گیا تھا۔ واٹ نے اسلامی روایات کو محض تاریخی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

واقعات کے طور پر لیا اور ان کی تصدیق مغربی تنقیدی طریقوں سے کی۔انہوں نے ان روایات کی تاریخی حقیقت کو جانچنے کے لیے جدید تحقیقاتی طریقوں کا استعمال کیا۔

اسلامی نقطہ نظر میں، نبی ﷺ کی سیرت اور اسلامی تاریخ کو ایمان کی بنیاد پر تسلیم کیا جاتا ہے، اور اس کے مطابق تاریخی حقائق کو اللہ کی ہدایت کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ واٹ کا مغربی تحقیقی منہج بعض اوقات اسلامی روایات کی روحانی اور معجزاتی حقیقت کو نظرانداز کرتا ہے۔[35] واٹ نے تاریخی مواد کی تصدیق کرنے کے لیے مختلف ماخذات کا موازنہ کیا اور اسلامی روایات کے ساتھ ساتھ غیر مسلم ماخذات کو بھی شامل کیا۔انہوں نے نبی ﷺ کے سیاسی اور سماجی کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے غیر مسلم تاریخی دستاویزات اور روایات کا بھی حوالہ دیا، جیسا کہ عیسائی اور یہودی ذرائع۔

اسلامی نقطہ نظر میں، تاریخ کو اللہ کی ہدایت اور پیغمبر کی تعلیمات کے ذریعے سمجھا جاتا ہے، اور مسلمانوں کو اسلامی روایات میں بیان کردہ واقعات کی صداقت پر مکمل یقین ہوتا ہے۔ واٹ کا موازنہ بعض اوقات غیر مسلم مواد کو زیادہ اہمیت دینے کے باعث اسلامی روایات کی اہمیت کو کم کر دیتا ہے۔[36] واٹ نے نبی ﷺ کی قیادت کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں پر زور دیا، اور ان کی تحقیق میں نبی ﷺ کے فیصلوں کو مغربی سیاسی اصولوں کے مطابق تجزیہ کیا گیا۔واٹ نے نبی ﷺ کی قیادت کو ایک سیاستدان کے طور پر پیش کیا، جو مدینہ میں اسلامی ریاست کو قائم کرنے کے لیے مختلف سیاسی معاہدوں اور حکمت عملیوں کا استعمال کرتے تھے۔اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، نبی ﷺ کی قیادت صرف ایک سیاسی رہنما کے طور پر نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر کی قیادت تھی، جو وحی کی روشنی میں عمل کرتی تھی۔ واٹ کا مغربی نقطہ نظر بعض اوقات نبی ﷺ کی روحانی اور الہامی قیادت کو نظرانداز کرتا ہے۔[37]

واٹ نے نبی ﷺ کے معجزات کو کم اہمیت دی اور ان کی نبوت کو سیاسی اور سماجی لحاظ سے زیادہ اہمیت دی۔ ان کا تجزیہ نبی ﷺ کی روحانی قیادت کو کمتر اہمیت دیتا ہے اور آپ ﷺ کے معجزات کو مغربی تحقیقاتی معیاروں کے تحت محدود کرتا ہے۔واٹ نے روحانی اور معجزاتی پہلوؤں کی موجودگی کو تسلیم کیا، لیکن ان پر زیادہ بحث نہیں کی۔اسلامی عقیدے کے مطابق، نبی ﷺ کی شخصیت کا روحانی اور معجزاتی پہلو بہت اہم ہے۔معجزات آپ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں، اور آپ ﷺ کی روحانیت اور الہامی رہنمائی پر اسلامی تعلیمات میں زور دیا گیا ہے۔[38]

واٹ نے اپنی تحقیق کو مغربی قارئین کے لیے قابل فہم بنانے کی کوشش کی، اور اسلامی تاریخ کو مغربی فکری اصولوں کے تحت پیش کیا تاکہ وہ نبی ﷺ کی شخصیت اور مدینہ میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔اسلامی نقطہ نظر میں، نبی ﷺ کی سیرت اور قیادت کا مطالعہ ایمان اور روحانیت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور اس کی تفہیم کے لیے اسلامی ماخذات اور اصولوں کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ واٹ کی تحقیق میں یہ روحانی پہلو بعض اوقات نظرانداز ہو جاتا ہے۔واٹ نے اسلامی روایات کو مغربی معیارات پر پرکھا، جس کے نتیجے میں وہ نبی ﷺ کی روحانی اور الہامی شخصیت کو پوری طرح نہیں سمجھ پائے۔واٹ کا نقطہ نظر بعض اوقات غیر مسلم مواد کو زیادہ اہمیت دینے کے باعث اسلامی عقائد کو مکمل طور پر سامنے نہیں لاتا۔[39]

واٹ کا مغربی تحقیقی منہج نبی ﷺ کی سیرت اور مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے سیاسی، سماجی، اور ثقافتی پہلوؤں پر اہم روشنی ڈالتا ہے۔ تاہم، یہ منہج نبی ﷺ کی روحانی اور معجزاتی حیثیت کو مکمل طور پر نہیں سمجھتا اور اسلامی تعلیمات کو مغربی فکری نقطہ نظر سے تجزیہ کرتا ہے، جو بعض اوقات اسلامی عقائد کی جامعیت کو نظرانداز کرتا ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

5. مستند اسلامی مصادر کا استعمال

ولیم منٹگمری واٹ کی کتاب "Muhammad at Medina" میں مستند اسلامی مصادر کا استعمال کیا گیا ہے، تاہم ان کا یہ استعمال مغربی تحقیقی منہج کے مطابق تھا۔ واٹ نے اسلامی تاریخ اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کو مغربی معیاروں کے مطابق پرکھا، اور ان مصادر کا استعمال محتاط انداز میں کیا۔ وہ اسلامی ماخذات کی تصدیق اور تشریح مغربی تحقیقی طریقہ کار سے کرتے ہیں، جو بعض اوقات اسلامی روایات کے روحانی اور مذہبی پہلوؤں کو نظر انداز کرتا ہے۔ واٹ نے اسلامی تاریخ اور سیرت کے مصادر جیسے طبقات ابنِ سعد[40] اور ابنِ ہشام[41] کا حوالہ دیا ہے، لیکن انہوں نے ان کا تجزیہ مغربی معیارات پر کیا ہے۔ ان کا یہ تجزیہ بعض اوقات مستند اسلامی روایات کی اہمیت کو کم کر کے پیش کرتا ہے، جس سے اسلامی نقطہ نظر کو نظر انداز کیا گیا۔

واٹ نے اپنی تحقیق میں مختلف مستند اسلامی ماخذات جیسا کہ ابن ہشام، الواقدی، ابن سعد، اور طبری کا استعمال کیا ہے۔ واٹ نے ابن ہشام کی السیرۃ النبویہ سے استفادہ کیا، جو نبی ﷺ کی سیرت کا اہم اور ابتدائی ماخذ ہے۔ واٹ نے اس ماخذ کو نبی ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات کے تناظر میں استعمال کیا، مگر بعض جگہوں پر ان کی روایت کی صحت پر سوالات اٹھائے۔ واٹ نے الواقدی کی المغازی کو بھی استعمال کیا، جو نبی ﷺ کی جنگوں اور غزوات کے بارے میں تفصیلات فراہم کرتا ہے۔ واٹ نے اس ماخذ کو بھی مغربی تنقیدی معیار کے تحت جانچا۔ اسلامی نقطہ نظر میں ان ماخذات کو مقدس اور معتبر سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سیرت کو براہ راست صحابہ کرام اور تابعین سے نقل کرتے ہیں۔ واٹ کا ان ماخذات پر شک و شبہات کا اظہار بعض اوقات اسلامی عقائد کے مطابق نظر نہیں آتا۔[42]

واٹ نے ابن سعد اور طبری جیسے مزید اہم ماخذات کا موازنہ کیا۔ واٹ نے ابن سعد کی الطبقات الکبری سے استفادہ کیا، جس میں صحابہ کرام اور تابعین کے بارے میں تفصیلات دی گئی ہیں۔[43] واٹ نے اس ماخذ سے نبی ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی تصدیق کرنے کی کوشش کی۔ طبری کی تاریخ الرسل والملوک کو واٹ نے نبی ﷺ کی مدنی زندگی کے واقعات اور سیاسی و سماجی حالات کو سمجھنے کے لیے استعمال کیا۔[44] اسلامی مصادر کو مستند اور مکمل سمجھا جاتا ہے، کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سیرت اور تاریخ کو بغیر کسی مغربی تعصبات کے براہ راست پیش کرتے ہیں۔ واٹ کا ان ماخذات پر تحقیق کرتے وقت مغربی تنقیدی نقطہ نظر کچھ اسلامی روایات کے روحانی پہلوؤں کو کم اہمیت دیتا ہے۔[45]

واٹ نے اسلامی مصادر کی حقیقت کو جانچنے کے لیے مغربی تحقیقی طریقوں کا اطلاق کیا، جس میں مختلف ماخذات کے درمیان تضادات کی تلاش اور ان کی تاریخی حقیقت کو پرکھنا شامل تھا۔ اس کے نتیجے میں وہ بعض روایات کو کم معتبر سمجھتے ہیں۔ واٹ نے نبی ﷺ کی شخصیت کے روحانی اور معجزاتی پہلوؤں کو کم اہمیت دی اور ان کا تجزیہ زیادہ تر سیاسی اور سماجی تناظر میں کیا۔ واٹ کا یہ نقطہ نظر اسلامی مصادر کو صرف سیاسی یا سماجی تاریخ کے طور پر دیکھتا ہے، حالانکہ اسلامی روایات میں نبی ﷺ کی سیرت کا مقصد روحانی اور اخلاقی رہنمائی دینا تھا۔

اسلامی نقطہ نظر میں، نبی ﷺ کی سیرت کی تمام تفصیلات کو اللہ کی ہدایت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، اور اسلامی ماخذات میں پیش کی جانے والی ہر تفصیل کی روحانی اور اخلاقی اہمیت ہے۔ واٹ کا مغربی نقطہ نظر بعض اوقات اس حقیقت کو نظر انداز کرتا ہے۔[46]

اسلامی روایات کو صرف ایک تاریخی ذریعہ نہیں بلکہ الہامی رہنمائی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ واٹ نے ان ماخذات کی اہمیت کو تسلیم کیا، مگر انہوں نے ان کی روحانی اہمیت کو نظر انداز کیا۔ اسلامی ماخذات کو ان کے روحانی اور مذہبی مقام کے اعتبار سے اہمیت دی جاتی ہے۔ ان ماخذات میں نبی ﷺ کی تعلیمات اور قیادت کے بارے میں جو بھی ذکر کیا گیا ہے، وہ اللہ کی ہدایت پر مبنی ہے اور اس کی اہمیت بے مثال ہے۔[47]

ولیم منٹگمری واٹ نے مستند اسلامی ماخذات کا استعمال کرتے ہوئے نبی ﷺ کی مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کیا۔ ان ماخذات

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

کا مغربی تنقیدی طریقے سے تجزیہ کیا گیا، لیکن اسلامی نقطہ نظر میں ان ماخذات کی روحانی اہمیت اور معجزاتی پہلو کو نظرانداز کیا گیا۔ واٹ کی تحقیق نے اسلامی تاریخ کو مغربی قارئین تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا، تاہم ان کا نقطہ نظر اسلامی روایات کی جامعیت کو مکمل طور پر نہیں سمجھتا۔

6. غزوات کا تذکرہ

واٹ نے نبی کریم ﷺ کے دور میں ہونے والی غزوات اور جنگوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ان کی اہمیت کو مدنظر رکھا ہے۔ انہوں نے ان جنگوں کو رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔ اسلامی نظریۂ جنگ اور جہاد کی جو روحانی، اخلاقی، اور دفاعی نوعیت ہے، اس کو واٹ کی کتاب میں وہ اہمیت نہیں دی گئی۔ منٹگمری واٹ کے نزدیک بدر نو مسلمانوں کے نزدیک خدا کے فضل کی علامت تھی۔ غزوہ بدر میں مسلمان جنگ اللہ کی فضل سے جیت گئے ۔ [48] بعض مقامات پر انہوں نے ان جنگوں کو محض سیاسی مفادات کے تناظر میں بیان کیا ہے، جبکہ اسلامی نقطہ نظر میں جنگیں ہمیشہ دین کی حفاظت اور عدل کی بنیاد پر لڑی گئیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی صلح حدیبیہ جیسی حکمت عملیوں کو امن و امان کے قیام کی ایک دانشمندانہ مثال کے طور پر پیش کیا، جو ایک مثبت تجزیہ ہے۔

واقعہ بئیر معونہ پر بات کرتے ہوئے منٹگمری کہتا ہے کہ کچھ مغربی سوانح نگاروں نے معونہ کے کنویں پر ہونے والی تباہی کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ یقینا مسلمانوں کے لیے کافی جانی نقصان ہوا تھا اور دوسرے دشمنوں کو بھی اس طرح کے اقدامات کرنے کے لیے کچھ حوصلہ ملا تھا لیکن اس سے مذہبی مشکلات پیدا نہیں ہوئیں۔ جیسا کہ جنگ احد نے کی تھیں۔ مدینہ کی اندرونی سیاست کا کچھ تعلق بئر معونہ سے بھی ہے اور ممکن ہے کہ ان دونوں آفات کی خبریں پہنچنے کے بعد مسلمانوں کو خوش کرنا مقصود ہو۔ محمد (ﷺ) نے زبردست طاقت کے ساتھ چھوٹے گروپ میں غیر متوقع طور پر حملہ کیا اور تھوڑی سے مزاحمت کے بعد سب کو قید کرلیا۔ مسلمانوں کی فوج میں منافقین کی موجودگی اور اس کی وجہ سے جو جھگڑے ہوئے ان کا تعلق مدینہ کی اندرونی تاریخ سے تھا۔[49]

ولیم منٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "Muhammad at Medina" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کو مدنی ریاست کی تشکیل اور استحکام کے اہم پہلو کے طور پر پیش کیا ہے۔ واٹ نے غزوات کو زیادہ تر سیاسی اور سماجی حکمت عملی کے طور پر بیان کیا، لیکن اسلامی نقطہ نظر میں غزوات کے روحانی اور اخلاقی پہلو کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ واٹ کے مطابق، غزوہ بدر ایک دفاعی جنگ تھی جس میں مسلمان مکہ کے کفار کے حملوں سے بچنے کے لیے لڑے۔ واٹ نے اس معرکے کو سیاسی طور پر مسلمانوں کے لیے ایک اہم نقطہ آغاز سمجھا، جو ان کے اتحاد اور ریاستی استحکام کے لیے اہم تھا۔

اسلامی روایات کے مطابق، غزوہ بدر صرف ایک دفاعی جنگ نہیں تھی، بلکہ یہ مسلمانوں کی ایمان اور اللہ کی نصرت کی علامت تھی۔ یہ جنگ اللہ کے راستے میں لڑے جانے والا پہلا عظیم معرکہ تھا جس نے مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کیا۔[50]

واٹ کے مطابق، غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست ایک اہم واقعہ تھی جس سے مسلمانوں کے عزائم میں کمی آئی اور مدنی ریاست کو عارضی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ واٹ نے اس شکست کو سیاسی نقطہ نظر سے دیکھا، لیکن وہ اس کی روحانی اہمیت کو کم کرتے ہیں۔

غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست صرف فوجی اعتبار سے تھی، لیکن روحانی اور اخلاقی لحاظ سے یہ امتحان تھا جس میں مسلمانوں کا عزم اور ایمان مزید مضبوط ہوا۔ اللہ کی رضا کے لیے کیے گئے عمل اور نبی ﷺ کے صبر کا مظاہرہ اس جنگ کے روحانی پہلو تھے۔[51]

واٹ نے اس معرکے میں نبی ﷺ کی حکمت عملی اور مدینہ کے دفاع کی اہمیت پر زور دیا۔ ان کے مطابق، غزوہ خندق ایک سیاسی فتح تھی جس میں مسلمانوں نے اپنی ریاست کے دفاع کے لیے کامیاب حکمت عملی اپنائی۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کی کامیابی اللہ کی مدد اور نبی ﷺ کی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

حکمت اور تدبر کا نتیجہ تھی۔ یہ جنگ صرف ایک فوجی فتح نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے ایمان، اتحاد، اور اللہ پر بھروسے کی علامت تھی۔[52]

واٹ نے اس معرکے کو ایک شکست کے طور پر پیش کیا، لیکن انہوں نے اس کے بعد مسلمانوں کی کامیابی اور نبی ﷺ کی قیادت کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ واٹ کے مطابق، یہ معرکہ مسلمانوں کی قوت اور اتحاد کی علامت تھا۔ غزوہ حنین میں مسلمانوں کی ابتدائی شکست کے باوجود، یہ جنگ بھی مسلمانوں کے ایمان کا امتحان تھی۔ اللہ کی نصرت اور نبی ﷺ کی حکمت سے مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی اور اس معرکے سے ایمان میں مزید پختگی آئی۔[53]

واٹ کا مقصد صرف فوجی فتح نہیں تھا، بلکہ یہ مسلمانوں کے ایمان کا امتحان اور اللہ کی رضا کے لیے جہاد تھا۔ نبی ﷺ کی قیادت میں یہ معرکے مسلمانوں کی روحانیت، اخلاقی قیادت، اور قربانی کے اصولوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، غزوات کی روحانی اہمیت یہ تھی کہ یہ اللہ کے راستے میں جہاد تھے، جہاں مسلمان نہ صرف اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے تھے بلکہ اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان، مال اور وقت قربان کرتے تھے۔[54]

ولیم منٹگمری واٹ نے غزوات کا تذکرہ نبی ﷺ کی مدنی ریاست کی سیاسی، سماجی، اور دفاعی حکمت عملی کے حوالے سے کیا، لیکن انہوں نے ان جنگوں کے روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو کم اہمیت دی۔ اسلامی نقطہ نظر میں، غزوات نہ صرف دفاعی اور سیاسی جنگیں تھیں بلکہ یہ اللہ کے راستے میں جہاد، ایمان کا امتحان، اور مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر تھیں۔ ان غزوات کے روحانی اور اخلاقی پہلو کو اسلامی تعلیمات میں اہمیت دی گئی ہے، جو واٹ کے تجزیے میں کمیاب ہیں۔

7. اسلامی قانون اور عدلیہ کا تجزیہ

ولیم منٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "Muhammad at Medina" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسلامی قانون (شریعت) اور عدلیہ کے نظام کا تجزیہ کیا ہے۔ واٹ نے نبی ﷺ کی قیادت میں مدینہ میں قائم ہونے والے عدلیہ کے نظام کو سیاسی اور سماجی تناظر میں پیش کیا، لیکن اسلامی نقطہ نظر میں اس عدلیہ کا کردار نہ صرف سیاسی بلکہ روحانی اور اخلاقی بھی تھا۔

واٹ نے مدینہ میں نبی ﷺ کی قیادت کے تحت اسلامی قانون اور عدلیہ کے نظام کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک عدل پر مبنی حکمران کے طور پر پیش کیا جو مختلف معاملات میں فیصلے کیا کرتے تھے۔ واٹ کا تجزیہ زیادہ تر قانونی پہلوؤں پر مرکوز ہے، لیکن وہ اسلامی قانون کے الہامی اور شریعی اصولوں کی اہمیت کو مکمل طور پر نہیں سمجھتے۔ ان کا تجزیہ مغربی قانونی معیارات کی روشنی میں کیا گیا ہے، جو اسلامی فقہ کی بنیادوں سے مختلف ہے۔ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ نبی ﷺ کے دور میں عدل و انصاف کی بنیاد پر ایک نیا نظام تشکیل پایا، جس میں ہر فرد کو انصاف فراہم کیا گیا۔[55] واٹ کے مطابق، مدینہ میں اسلامی قانون کا نفاذ ایک سماجی اور سیاسی ضرورت تھی۔ ان کے مطابق، نبی ﷺ نے مدینہ میں ایک ایسے معاشرتی نظام کی بنیاد رکھی جس میں قانون کا نفاذ اس بات کو یقینی بناتا تھا کہ معاشرہ منظم اور پر امن رہے۔ انہوں نے اس نظام کو انسانی فلاح اور سماجی انصاف کی ایک کوشش کے طور پر پیش کیا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق، شریعت صرف ایک سیاسی یا سماجی قانون نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو باقاعدہ اور متوازن طریقے سے منظم کرتا ہے۔ شریعت میں نہ صرف عدالت اور انصاف بلکہ اخلاقی تعلیمات، عبادات، معاشی نظام، اور خاندان کے حقوق بھی شامل ہیں۔[56] واٹ کے مطابق، شریعت کے اصول مدنی ریاست کے سیاسی استحکام کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتے تھے۔ وہ اس میں قوانین اور فیصلوں کو مدنی ریاست کی ضرورت کے مطابق دیکھتے ہیں، جیسے تجارتی تعلقات کی نگرانی، جزیہ کا نفاذ،

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

اور دیگر سیاسی فیصلے۔

واٹ نے ان فیصلوں کو صرف ریاستی انتظام کے لحاظ سے اہمیت دی اور انہیں روحانی ہدایت یا اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر کم اہمیت دی۔اسلامی قانون (شریعت) کا مقصد صرف ریاستی استحکام نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد معاشرتی عدل، انصاف، اور انسانوں کی اخلاقی تربیت تھا۔ شریعت کے تمام اصول اللہ کی ہدایت پر مبنی ہیں، اور ان کا مقصد انسانوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہے۔ [57] واٹ کے مطابق، نبی ﷺ نے عدلیہ میں فیصلے کرتے وقت سیاسی حکمت عملی کو استعمال کیا۔ ان کے فیصلوں میں سادگی تھی، جو مدنی ریاست کے استحکام کے لیے ضروری تھی۔ واٹ نے نبی ﷺ کی قیادت کو ایک مؤثر سیاسی رہنما کے طور پر پیش کیا، جو عدلیہ کے ذریعے معاشرتی نظم کو قائم رکھتے تھے۔

اسلامی عقیدہ کے مطابق، نبی ﷺ کی عدلیہ میں قیادت صرف سیاسی نہیں تھی بلکہ یہ اللہ کی ہدایات کے مطابق تھی۔ آپ ﷺ کے فیصلے وحی الٰہی پر مبنی تھے اور ہر فیصلہ مسلمانوں کے اخلاقی، روحانی، اور قانونی معیار کو بہتر بنانے کے لیے تھا۔ نبی ﷺ کی عدلیہ میں قیادت کا مقصد صرف عدالت اور انصاف نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے عدل قائم کرنا تھا۔ [58]

واٹ کے مطابق، عدلیہ کا مقصد صرف سماجی عدل اور نظم تھا، لیکن اسلامی عدلیہ میں اس کا اخلاقی پہلو زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ عدلیہ کو محض قانونی فیصلے کرنے کا ادارہ نہیں بلکہ یہ ایک اخلاقی ادارہ تھا جس کا مقصد فرد کی اصلاح اور روحانی بہتری تھا۔ [59] اسلامی قانون میں عدلیہ کا مقصد صرف قوانین کا نفاذ نہیں بلکہ انصاف کی فراہمی کے ساتھ ساتھ افراد کی روحانی اور اخلاقی اصلاح بھی تھا۔ اسلام میں عدالت کو صرف ایک سماجی ادارہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی ذمہ داری کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ [60]

واٹ نے اسلامی عدلیہ کے اصولوں کو مغربی سیاسی اور سماجی تنقید کے دائرے میں دیکھا، جس سے عدلیہ کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو کم اہمیت دی گئی۔ واٹ نے شریعت کو زیادہ تر معاشی اور سماجی قانون کے طور پر دیکھا، لیکن اسلامی نقطہ نظر میں یہ ایک مکمل روحانی اور اخلاقی ضابطہ حیات ہے۔ [61] ولیم منٹگمری واٹ نے اسلامی قانون اور عدلیہ کو سیاسی اور سماجی تناظر میں پیش کیا اور اس کے اصولوں کو مدنی ریاست کے انتظام کے لیے ضروری سمجھا۔ تاہم، ان کے تجزیے میں شریعت کے روحانی اور اخلاقی پہلو کم اہمیت رکھتے ہیں، جو اسلامی نقطہ نظر میں اس کا اصل مقصد ہے۔ اسلامی عدلیہ کا مقصد نہ صرف سماجی اور سیاسی انصاف تھا بلکہ افراد کی روحانی اور اخلاقی بہتری بھی تھی۔

8. استشراقی نقطہ نظر کا اطلاق

واٹ کی کتاب ایک استشراقی (Orientalist) نقطہ نظر کی مثال ہے، جو کہ مغربی علمی روایات میں عام ہے۔ اس نقطہ نظر میں اسلامی تاریخ اور سیرت کے واقعات کو مغربی معیارات اور فکری زاویوں سے جانچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ استشراقی نقطہ نظر کے تحت، اسلامی تاریخ کے اکثر اہم واقعات کو تنقیدی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی روحانی اور مذہبی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ واٹ نے بھی اسی منہج کو اپناتے ہوئے کچھ واقعات کو مغربی تناظر میں پیش کیا، جو کہ اسلامی عقائد سے مختلف ہیں۔ واٹ نے مغربی قارئین کے لیے سیرت النبی ﷺ کو قابلِ فہم بنانے کی کوشش کی، جس سے مغرب میں اسلام کو سمجھنے میں مدد ملی۔

میں نے جس تاثر کو پہنچانے کی کوشش کی ہے اسے بہتر بنانے کا امکان ہے۔ اس مقام پر مناسب ہے کہ دو خلا کی طرف توجہ مبذول کر لوں جن کا مجھے اپنے کام کے دوران علم ہوا ہے اور جسے عام قسم کے یورپی یا امریکی مستشرقین پُر کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک عرب کے نل کی پیداوار ہے جیسا کہ محمد کے زمانے میں تھا دوسرا سنگین خلا یہ ہے کہ قبل از اسلام میں زندگی کا مطالعہ عرب نے سماجی بشریات کی ترقی کے ساتھ رفتار نہیں رکھی۔ میں نے اس خلا کو پر کرنے کے لیے جو کچھ کیا وہ اس وقت تک کیا ہے جہاں تک اسلام سے پہلے کے حالات محمد کی سماجی اصلاحات کے پس

منظر کے لیے ضروری تھے۔[62]

واٹ نے نبی ﷺ کی سیرت کے مختلف واقعات کا تجزیہ کرنے کے لیے مغربی تنقیدی اصولوں کا استعمال کیا، جن میں واقعات کی تصدیق، تضادات کا جائزہ اور مختلف روایات کے درمیان موازنہ شامل ہے۔ان کے مطابق، اسلامی تاریخ میں بعض واقعات کے بارے میں متضاد معلومات موجود ہیں، جو ان کی نظر میں اسلامی تاریخ کی غیر معروضیت کو ظاہر کرتی ہیں۔اسلامی روایات اور تاریخ کو ایک مقدس اور مستند ذریعہ سمجھا جاتا ہے، جس میں اللہ کی ہدایات اور نبی ﷺ کی تعلیمات کی صداقت پر ایمان رکھا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں روایات کو نہ صرف تاریخی حقیقت کے طور پر بلکہ روحانی اور اخلاقی رہنمائی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ واٹ کا استشراقی تجزیہ کبھی کبھار ان روحانی اور معجزاتی پہلوؤں کو کم اہمیت دیتا ہے۔[63]

واٹ نے نبی ﷺ کی قیادت کو ایک سیاسی رہنما کے طور پر پیش کیا اور مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کو ایک سماجی معاہدہ قرار دیا، جو مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان ایک اتفاق تھا۔ ان کے مطابق، نبی ﷺ کی قیادت کی اہمیت زیادہ تر اس بات میں تھی کہ آپ نے ایک سیاسی یونٹ قائم کیا جس میں عدلیہ، معاہدے اور ریاستی نظام شامل تھے۔[64]

واٹ نے نبی ﷺ کی نبوت کے روحانی پہلو کو کم اہمیت دی اور ان کی قیادت کو زیادہ تر سیاسی نقطہ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی۔ اسلامی نقطہ نظر میں نبی ﷺ کی قیادت صرف سیاسی نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی اور دینی رہنمائی کا مظہر تھی۔ نبی ﷺ کی نبوت کا مقصد انسانوں کو اللہ کی ہدایت فراہم کرنا تھا اور آپ ﷺ کی قیادت ہر شعبے میں انسانوں کے لیے ایک نمونہ تھی۔ نبی ﷺ کے سیاسی فیصلے بھی وحی کی رہنمائی میں کیے گئے تھے۔[65]

واٹ نے شریعت کو ایک قانونی نظام کے طور پر پیش کیا جو مدینہ میں اسلامی ریاست کی انتظامی بنیاد فراہم کرتا تھا۔ ان کے مطابق، شریعت مسلمانوں کو ایک متحد سیاسی اور سماجی گروہ بنانے میں مدد کرتی تھی۔[66] اسلامی قانون شریعت کو محض ریاستی یا سماجی قانون نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھا جاتا ہے جو انسانوں کی روحانیت، اخلاقیات، معاشرت، عبادات اور ذاتی زندگی کو متوازن طریقے سے منظم کرتا ہے۔شریعت کا مقصد اللہ کی رضا کے حصول کے لیے انسانوں کی روحانی اصلاح اور اخلاقی بہتری ہے۔[67]

واٹ نے اسلامی روایات اور مغربی تاریخ کے ماخذات کا موازنہ کیا، اور بعض اوقات اسلامی روایات میں بیان کردہ واقعات کو مغربی معیاروں کے مطابق پرکھا۔ ان کے مطابق، اسلامی تاریخ میں بعض روایات کی تصدیق کرنا مشکل تھا کیونکہ ان میں تضاد پایا جاتا تھا۔[68]

اسلامی روایات کو تاریخی حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ اللہ کی ہدایت پر مبنی ہیں۔مسلمانوں کے لیے قرآن اور حدیث دونوں کے حوالے سے یقین کا معیار ایمان ہے، اور ان روایات کی حقیقت کو مغربی معیاروں سے نہیں پرکھا جا سکتا۔[69] واٹ نے نبی ﷺ کی سیرت کے روحانی پہلو، جیسے معجزات اور نبوت کی الہامی حیثیت، کو مغربی فکری معیاروں سے کم اہمیت دی۔[70] ان کے مطابق، نبی ﷺ کی سیرت کا تجزیہ سیاسی اور سماجی نظم وضبط کے تناظر میں ہونا چاہیے تھا، نہ کہ ایک الہامی رہنما کے طور پر۔

اسلامی نقطہ نظر میں نبی ﷺ کی سیرت کا روحانی پہلو سب سے اہم ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کا مقصد انسانوں کو اللہ کی ہدایت دینا تھا اور آپ کی قیادت صرف سیاسی یا سماجی نہیں بلکہ الہامی رہنمائی پر مبنی تھی۔ نبی ﷺ کے معجزات اور روحانی حیثیت اسلام کی سچائی کی علامات ہیں۔[71]

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

واٹ کا استشراقی تجزیہ مغربی تعصّبات سے متاثر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ نبی ﷺ کی سیرت کے روحانی، اخلاقی اور معجزاتی پہلو کو نظرانداز کرتے ہیں۔[72] واٹ نے اسلامی تاریخ اور شریعت کو مغربی فکری معیاروں پر پرکھا، جس سے وہ ان کے روحانی اور الہامی پہلوؤں کی اہمیت کو کم کرتے ہیں۔[73]

9. خلاصۃ البحث

منٹگمری واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" مغربی علمی حلقوں میں ایک اہم اور مؤثر کتاب سمجھی جاتی ہے، جو نبی ﷺ کے مدنی دور کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ تاہم، اسلامی نقطہ نظر سے یہ کتاب نبی ﷺ کی نبوی حیثیت اور اسلامی تعلیمات کی گہرائی کو مکمل طور پر بیان نہیں کرتی۔ واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" اسلامی تاریخ اور سیرت کا ایک مغربی علمی تجزیہ پیش کرتی ہے، جس میں نبی ﷺ کے سیاسی، سماجی، اور تاریخی کردار پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ تاہم، کتاب میں اسلامی عقائد، روحانیت، اور نبوت کی الہامی حیثیت کا وہ ادراک نہیں کیا گیا جو اسلامی نقطہ نظر سے لازمی ہے۔

منٹگمری واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" ایک اہم مغربی تجزیہ ہے جو نبی ﷺ کی مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مغربی تاریخی، سیاسی، اور سماجی تناظر میں پیش کرتی ہے۔ تاہم، کتاب میں اسلامی عقائد، وحی، اور روحانی پہلوؤں کو کم اہمیت دی گئی ہے، جس سے تجزیہ مکمل طور پر اسلامی نقطہ نظر کی عکاسی نہیں کرتا۔ اس کے باوجود، واٹ کی کتاب مغرب میں سیرت النبی ﷺ کے مطالعے کے حوالے سے ایک اہم قدم سمجھی جاتی ہے، جس سے اسلامی تاریخ اور نبی ﷺ کی شخصیت کو مغربی قارئین تک پہنچانے میں مدد ملی۔

منٹگمری واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" ایک مغربی استشراقی نقطہ نظر کے تحت لکھی گئی ہے جو نبی ﷺ کی زندگی کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتی ہے اور ان کی روحانی، الہامی، اور اخلاقی قیادت کی جامعیت کو نظرانداز کرتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے یہ کتاب ایک نامکمل تصویر پیش کرتی ہے، تاہم اس میں کچھ مثبت پہلو بھی ہیں جو مغربی قارئین کو اسلام اور نبی ﷺ کی قیادت کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ منٹگمری واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" میں نبی ﷺ کی شخصیت، قیادت، اور مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے، لیکن اس میں ان کی روحانی، اخلاقی، اور الہامی قیادت کو کم اہمیت دی گئی ہے۔ واٹ کا منہج زیادہ تر سیاسی اور تاریخی تناظر پر مبنی ہے، جبکہ نبی ﷺ کی شخصیت اور قیادت کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھنے کے لیے ایک جامع روحانی اور دینی تناظر ضروری ہے۔

نتائج بحث

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. منٹگمری واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" ایک اہم مغربی تجزیہ ہے جو نبی ﷺ کی مدنی زندگی کے سیاسی، سماجی، اور تاریخی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔
2. واٹ کا منہج زیادہ تر مغربی استشراقی نقطہ نظر پر مبنی ہے، جس کی وجہ سے نبی ﷺ کی شخصیت کے روحانی، الہامی، اور اخلاقی پہلوؤں کو ثانوی حیثیت دی گئی ہے۔
3. اس کتاب میں موجود بعض تنقیدیں مغربی فلسفے اور نظریات کی بنیاد پر ہیں، جنہیں اسلامی نقطہ نظر سے درست نہیں سمجھا جا سکتا۔ تاہم، یہ کتاب مغربی قارئین کے لیے ایک اہم وسیلہ ہے جس نے انہیں اسلام کی طرف متوجہ کیا۔
4. منٹگمری واٹ کی کتاب "محمد ایٹ مدینہ" مغربی علمی حلقوں میں ایک اہم اور موثر کتاب سمجھی جاتی ہے، جو نبی ﷺ کے مدنی دور کی تفصیل بیان کرتی ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 34- 52

5. اس کتاب میں غزوات رسول ﷺ پر بحث شامل ہے۔

----

[1] Richard Holloway, William Montgomery Watt, A Christian scholar in search of Islamic understanding, The Guardian.
https://www.theguardian.com/news/2006/nov/14/guardianobituaries.highereducation Accessed by Oct 04, 2024

[2] Prophet Muhammad By William Montgomery Watt Analysis, Cram.com.
https://www.cram.com/essay/Prophet-Muhammad-Analysis/PKRY9UR445 Accessed by Oct 12, 2024

[3] Carole Hillenbrand, The Life and Work of W. Montgomery Watt (Edinburgh: Edinburgh University Press, 2013),
https://dokumen.pub/the-life-and-work-of-w-montgomery-watt-9781474447348.html Accessed by Oct 05, 2024

[4] William Montgomery Watt: The man and the scholar, Edu.ac.uk.
https://www.ed.ac.uk/files/atoms/files/professor_carole_hillenbrand.pdf Accessed by Oct 12, 2024

[5] Carole Hillenbrand, The Life and Work of W. Montgomery Watt, dokumen.pub.
https://dokumen.pub/the-life-and-work-of-w-montgomery-watt-9781474447348.html Accessed by Oct 05, 2024

[6] Watt, William Montgomery. Muhammad at Medina (Oxford: Oxford University Press, 1956), p.9.
https://archive.org/details/muhammadatmedina029655mbp/page/n9/mode/2up?view=theater. Accessed by December 3, 2024.

[7] William Montgomery Watt, Muhammad at Madina (Oxford: Oxford University Press, 1956), p:v

[8] Watt, Muhammad at Medina, p. 5, 120, 220

[9] Watt, Muhammad at Medina, p. 4, 295

[10] Watt, Muhammad at Medina, p. 27, 173

[11] Watt, Muhammad at Medina, p. 264, 277

[12] Watt, Muhammad at Medina, p. 6, 330

[13] Watt, Muhammad at Medina, p. 4

[14] حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، دی فرسٹ رائٹن کانسٹیٹیوشن آف دی ورلڈ، حیدر آباد، دکن پبلشر، 1968، ص:65-70
Dr. Muḥammad Ḥamīdullāh, The First Written Constitution of the World (Ḥyderabād: Deccan Publishers, 1968), pp. 65-70.

[15] Watt, Muhammad at Madina, p 264

[16] Watt, Muhammad at Madina, p:5

[17] Watt, Muhammad at Madina, p:1

[18] ڈاکٹر حمید اللہ، دی فرسٹ رائٹن کانسٹیٹیوشن آف دی ورلڈ، ص:50-60
Dr. Ḥamīdullāh, The First Written Constitution of the World, pp. 50-60

[19] مودودی، مولانا ابو الاعلی، الجہاد فی الاسلام، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1969، ص: 150-160
Maūlanā Abū al-A'lā Maūdūdī, Al-Jihād fī al-Islām (Lahore: Islāmic Publications, 1969), pp. 150-160.

[20] مولانا مودودی، معاشیات اسلام، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1976، ص: 112-120
Maūlanā Maūdūdī, Ma'āshiyāt al-Islām (Lahore: Islamic Publications, 1976), pp. 112-120.

[21] سید قطب، فی ظلال القرآن، قاہرہ دار الشروق، 1975، ج: 4، ص: 200

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān (Cāiro: Dār al-Shurūq, 1975), vol. 4, p. 200.

22 باشمیل، محمد احمد، صلح حدیبیہ، کراچی، زمزم پبلیشرز، 1992، ص:244

Muḥammad Aḥmad Bashmail, Sulah Hudaybiyah (Karachī: Zamzam Publishers, 1992), p. 244.

23 نعمانی، مولانا شبلی، سیرت النبی ﷺ، اعظم گڑھ، دار المصنفین، 1965، ج :3، ص :150

(Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn, 1965), vol. 3, p. 150.ﷺMaūlanā Shiblī No'mānī, Seerat al-Nabī

24 Wael Hallaq, The Impossible State, (New York: Columbia University Press, 2013), p.120

25 Watt, Muhammad at Madina, p: 1

26 Watt, Muhammad at Madina, p:173

27 ڈاکٹر حمید اللہ، دی فرسٹ رائٹن کانسٹیٹیوشن آف دی ورلڈ، ص: 50-60

Dr. Ḥamīdullāh, The First Written Constitution of the World, pp. 50-60.

28 حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، لاہور، معروف پبلیشرز، 2000، ص:40-45

kī Siyāsi Zindagī (Lahore: Ma'roof Publishers, 2000), pp. 40-45.ﷺDr. Ḥamīdullāh, Rasūl Allah

29 کاندھلوی، محمد زکریا، فضائل اعمال، کراچی، دار الکتب، 2000، ص: 130

Muḥammad Zakariyā Kāndhlwī, Fada'āil A'māl (Karachī: Dār al-Kutub, 2000), p. 130.

30 مولانا شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج: 1، ص:150

Maūlanā Shiblī No'mānī, Seerat al-Nabī , vol 1, p. 150

31 Annemarie Schimmel, Mystical Dimensions of Islam (Chapel Hill University of North Carolina Press, 1975), p.199

32 مودودی، مولانا ابو الاعلی، تفہیم القرآن، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1969، ج: 3، ص: 100

Maūlanā Maūdūdī, Tafheem al-Qur'ān (Lahore: Islamic Publications, 1969), vol. 3, p. 100.

33 حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، دی لائف اینڈ ورک آف پروفٹ آف اسلام، لاہور، المکتبہ الاسلامیہ، 1976، ص:50-55

Dr. Ḥamīdullāh, The Life and Work of Propheṭ of Islām (Lahore: al-Maktabah al-Islamiyyah, 1976), pp. 50-55.

295،318،329،330،220p:Watt, Muhammad at Madina, 34

35 ڈاکٹر حمید اللہ، دی لائف اینڈ ورک آف پروفٹ آف اسلام، ص: 45-50

Dr. Ḥamīdullāh, The Life and Work of Propheṭ of Islām, pp. 45-50.

36 سید قطب، فی ظلال القرآن، ج:4، ص:250-260

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 4, pp. 250-260.

37 طاہر القادری، ڈاکٹر محمد، سیرت الرسول ﷺ، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2002، ص: 200-210

(Lahore: Minhāj al-Qur'ān Publications, 2002), pp. 200-210.ﷺDr. Muḥammad Tāhir ul-Qādrī, Seerat al-Rasūl

38 Annemarie Schimmel, And Muhammad is His Messenger: The Veneration of the Prophet in Islamic Piety (Chapel Hill: University of North Carolina Press, 1985), p :67-80

39 مولانا مودودی، تفہیم القرآن، ج: 3، ص:200

Maūlanā Maūdūdī, Tafheem al-Qur'ān, vol. 3, p. 200.

40 Watt, Muhammad at Madina, p:4

41 Watt, Muhammad at Madina, p:5

42 ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ، قاہرہ، دار المعارف، 1955، ج :1، ص: 50-60

Ibn e Hishām, Al-Sīrah al-Nabawiyyah (Cāiro: Dār al-Ma'ārif, 1955), vol. 1, pp. 50-60.

43 الواقدی، محمد بن عمر، المغازی الواقدی، بیروت، دار العلم، 1982، ص:112-120

Al-Wāqidī, Al-Maghāzī (Beīrūt: Dār al-Ilm, 1982), pp. 112-120.

44 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، بیروت، دار المشرق، 1986، ج: 2، ص: 210-220

Muḥammad bin Jarīr Al-Ṭabarī, Tareekh al-Rusul wal-Mulūk (Beīrūt: Dār al-Mashriq, 1986), vol. 2, pp. 210-220.

45 ابن سعد، محمد بن سعد،الطبقات الکبری،بیروت،دار الکتب العلمیہ،1995،ج:3،ص:130-140

Muḥammad Ibn e Sa'd, Al-Tabaqāt al-Kubrā (Beīrūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1995), vol. 3, pp. 130-140.

46 سید قطب،فی ظلال القرآن،ج: 4،ص:220-230

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 4, pp. 220-230.

47 ابن ہشام،السیرۃ النبویہ،ج:1،ص: 160-170

Ibn e Hishām, Al-Sīrah al-Nabawiyyah, vol. 1, pp. 160-170.

48 Watt, Muhammad at Madina,p.27

49 Watt, Muhammad at Madina,p.28

50 مولانا مودودی،الجہاد فی الاسلام،ص: 150-160

Maūlanā Maūdūdī, Al-Jihād fī al-Islām, pp. 150-160.

51 ابن ہشام،السیرۃ النبویہ،ج: 2،ص: 100-110

Ibn e Hishām, Al-Sīrah al-Nabawiyyah, vol. 2, pp. 100-110.

52 مولانا مودودی، تفہیم القرآن،ج: 3،ص:205-210

Maūlanā Maūdūdī, Tafheem al-Qur'ān, vol. 3, pp. 205-210.

53 ابن سعد،الطبقات ا لکبری،ج:3،ص:180-190

Ibn e Sa'd, Al-Tabaqāt al-Kubrā, vol. 3, pp. 180-190.

54 سید قطب،فی ظلال القرآن،ج: 5،ص:380-385

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 5, pp. 380-385.

55 Watt, Muhammad at Madina, p.277-292

56 سید قطب،فی ظلال القرآن،ج: 4،ص:210-220

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 4, pp. 210-220.

57 مولانا مودودی،معاشیات اسلام،ص: 150-160

Maūlanā Maūdūdī, Ma'āshiyāt al-Islām, pp. 150-160.

58 ابن ہشام،السیرۃ النبویہ،ج: 2،ص: 90-100

Ibn e Hishām, Al-Sīrah al-Nabawiyyah, vol. 2, pp. 90-100.

59 مولانا مودودی،اسلامی ریاست،لاہور،اسلامک پبلیکیشنز،1969،صفحہ 115-120

Maūlanā Maūdūdī, Islāmic State (Lahore: Islāmic Publications, 1969), pp. 115-120.

60 سید قطب،فی ظلال القرآن،ج:5،ص: 350-355

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 5, pp. 350-355.

61 مولانا مودودی،معاشیات اسلام،ص:140-145

Maūlanā Maūdūdī, Ma'āshiyāt al-Islām, pp. 140-145.

62 Watt, Muhammad at Madina , p:vi

63 ابن ہشام،السیرۃ النبویہ،ج:1،ص: 50-55

Ibn e Hishām, Al-Sīrah al-Nabawiyyah, vol. 1, pp. 50-55.

64 مولانا مودودی، تفہیم القرآن،ج: 4،ص:200-210

Maūlanā Maūdūdī, Tafheem al-Qur'ān, vol. 4, pp. 200-210.

65 سید قطب،فی ظلال القرآن،ج: 5،ص: 380-385

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 5, pp. 380-385.

66 حمید اللہ،ڈاکٹر محمد،اسلامی ریاست، کراچی:دار الکتب،1990،ص:200-210

Dr. Ḥamīdullāh, Islāmic State (Karachī: Dār al-Kutub, 1990), pp. 200-210.

67 مولانا مودودی،معاشیات اسلام،ص:130-140

Maūlanā Maūdūdī, Ma'āshiyāt al-Isām, pp. 130-140.

68 طاہر القادری،ڈاکٹر محمد،اسلام کا عدالتی نظام،لاہور، منہاج القرآن،2000،ص:90-95

Dr. Thāir ul-Qādrī, Islām kā Adālatī Nizām (Lahore: Minhāj al-Qur'ān, 2000), pp. 90-95.

69 مودودی،سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن،ج: 4،ص: 100-110

Sayyid Abū al-A'la Maūdūdī, *Tafheem al-Qur'ān,* vol. 4, pp. 100-110.

70 کارول ہلینڈ برینڈ،اسلام:اے نیو ہسٹری،نیو یارک،ورسلز،2002،ص: 50-60

Carol Holland Brand, Islam: A New History (New York: Verso, 2002), pp. 50-60.

71 نعمانی،مولانا شبلی،سیرت النبی ﷺ،ج: 2،ص:150-160

ﷺMaūlanā Shiblī No'mānī, *Seerat al-Nabī* , vol. 2, pp. 150-160

72 Annemarie Schimmel, And Muhammad is His Messenger: The Veneration of the Prophet in Islamic Piety, p:67-80

73 سید قطب،فی ظلال القرآن،ج: 5،ص:400-405

Sayyid Qutb, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, vol. 5, pp. 400-405